بسم اللّٰہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

# ایک لمحہ تری محبت کا

تتلیاں اس لیے کرتی ہیں ترے رُخ کا طواف
تیری صورت پہ گلابوں کا گماں ہوتا ہے

# ایک لمحہ تری محبت کا

شکیل سروش

مثال پبلشرز
رحیم سینٹر' پریس مارکیٹ' امین پور بازار' فیصل آباد

MISAAL PUBLISHERS
مثال پبلشرز

جملہ حقوق محفوظ ©

طلوعِ دوم 2008

کتاب ایک لمحہ تیری محبت کا

شاعر شکیل سروش

ناشر محمد عابد

سرورق اسد عباس

کمپوزنگ محمد رضوان

مطبع شرکت پرنٹنگ پریس

تعداد 500

قیمت 120روپے

اہتمام مثال پبلشرز رحیم سینٹر پریس مارکیٹ امین پور بازار، فیصل آباد
Ph:2615359 -2643841 Mob:0300-6668284
E-mail:misaalpb@gmail.com
misaalpb@hotmail.com
misaalpb@yahoo.com

# انتساب

## صائمہ پیا کے نام

سروشؔ اِک پھول کی خوشبو ہے سب پھولوں سے اچھی
سروشؔ اِک شخص ہے مجھ کو زمانے بھر سے پیارا

وہ شخص میرے جسم کی پوشاک تھا سروش
لیکن ہمارے بیچ تھے صدیوں کے فاصلے

# فہرست


| | |
|---|---|
| نعتیہ ہائیکو | ۱۱ |
| ہائیکو | ۱۵ |
| ایک شعر | ۳۶ |
| تجھے چُھو کر نہ گزرے لہر کوئی بھی سدا غم کی | ۳۷ |
| یہ زمانہ آ گیا پھر میرے تیرے درمیان | ۳۹ |
| دُکھ مالا میں اشک پرونے لگتا ہوں | ۴۱ |
| سپنوں کی طرح ہیں مرے خوابوں کی طرح ہیں | ۴۲ |
| زمانے میں سروشؔ اپنی یہی پہچان رکھیں گے | ۴۳ |

| | |
|---|---|
| میں جو ترے گھر اس دن پہلی بار آیا تھا | ۴۵ |
| سروش جن دِنوں ہم اس کے ساتھ ہوتے تھے | ۴۷ |
| دِل سے یہ بوجھ ہٹانے کی مجھے ہمت دے | ۴۹ |
| ایک شعر | ۵۰ |
| وہ دِینِ عشق کا پہلا نبی ہے | ۵۱ |
| کیا بھروسہ ہے زندگانی کا | ۵۳ |
| جو خزاں تھی گزر گئی آخر | ۵۴ |
| جس طرح شب کے اندھیرے میں ہے جگنو برحق | ۵۶ |
| رہا ایسے وہ رات بھر نزدیک | ۵۷ |
| اے دِل تری وبجلی کی صدا کون سنے گا | ۵۹ |
| جب وہ روئے جمال آجائے | ۶۰ |
| یا مرے رِستے ہوئے زخموں کو اچھا کر دے | ۶۱ |
| موم بن کر نہ پگھل جاؤں کہیں رستے میں | ۶۳ |
| مرے دِن اور میری رات کو تحویل میں لے لے | ۶۵ |

| | |
|---|---|
| تنہا تنہا رہتا تھا | ٦٦ |
| کچھ تو رکھ لے انا شکیل سروش | ٦٧ |
| اس دفعہ اور ہی انداز سے آئی ہے بہار | ٦٩ |
| آخرکار | ٧٠ |
| تم جو بچھڑے ہو | ٧١ |
| عید | ٧٢ |
| عید | ٧٣ |
| زندگی | ٧٥ |
| نئے سال کی پہلی دُعا | ٧٦ |
| خوشبو، گلاب، چاند، ہوا، آنکھیں، شام، خواب | ٧٧ |
| رات آنسو جو مرے دِیدۂ تر سے نکلا | ٧٨ |
| شاید مرے خلوص کی پہچان کر سکے | ٧٩ |
| تو نہیں ہوتا تو تیری تصویر کو میں | ٨٠ |
| یہ حصولِ زر کی خواہش ایک لعنت کی طرح | ٨١ |

| | |
|---|---|
| عجلت سے لے نہ کام یہ رختِ سفر نہ باندھ | ۸۲ |
| دِن کا سکون رات کی نیندیں بکھر گئیں | ۸۳ |
| گر نہ جائے کٹ کے ٹہنی سانس کی | ۸۴ |
| خوشبو، گلاب، چاند، ہوا اور شفق رنگ | ۸۵ |
| جب ذِکر خوشبوؤں کے تقدس کا چھڑ گیا | ۸۶ |
| رُباعی | ۸۷ |
| متفرق اشعار | ۸۸ |

# نعتیہ ہائیکو

لاکھ دُنیا کے المیے اُترے
رہا محفوظ ہر بلا سے میں
ذِکرِ ''اللہ ھُو'' ہی ڈھال بنا

میری دُنیا ہی ہو گئی روشنی
ذہن اور دِل میں آ گیا ہے سکون
جب سے لکھنے لگا ہوں نعتِ رسولؐ

---

آپ کے بن نہیں کوئی میرا
یا محمدؐ کریں مَدد میری
آپ کے دَر پہ آ گیا ہوں میں

# هائیکو

خود تو میں آ گیا ہوں امریکہ
اپنا دِل اور اپنی آنکھیں مگر
اُنہی گلیوں میں بھول آیا ہوں

---

خون کے سرخ سرخ ڈورے ہیں
اور عجیب و غریب سی ہے چمک
کتنی وحشت ہے تیری آنکھوں میں

اُسے اُن پر گماں تھا پھولوں کا
ایک تتلی جو بارہا آئی
تیرے ہونٹوں کو چومنے کے لیے

---

پھول، خوشبو، شفق، دھنک، تارے
چاندنی اور بہار کا موسم
ہیں معانی ترے سراپا کے

خون کا رنگ ہو گیا ہے سفید
بھائی کا بھائی ہو گیا دُشمن
یہ کرشمے ہیں زَن ، زمیں زَر کے

---

اے مرے دوست ترے جانے سے
اس طرح چھائی اُداسی دِل پر
زندگی قبر کی تنہائی ہے

آنکھ سے گر گئے ہیں اشک تمام
شاخ سے ہو گئے ہیں پھول جدا
زندگی موت سے عبارت ہے

---

تو نے بھیجا ہے جو گلاب کا پھول
ہے وہ اظہار تیرے جذبوں کا
شکر یہ صد ہزار بار اے دوست

اب سروشؔ اس کی جدائی نہیں ممکن مجھ سے
وہ مِرے جسم مِرے دِل میں ہے ایسے موجود
شِیر کے ساتھ شکر جیسے مِلی ہوتی ہے

---

جب بھی چھپواؤں گا کتاب اپنی
ہائیکو میں چھپا کے درد ترا
میں سناؤں گا ساری دُنیا کو

ہر قدم پر ہیں مشکلات یہاں
آنکھ روتی ہے خون کے آنسو
زِیست کانٹوں کی سیج ہے شاید

---

خشک لکڑی کی طرح سے چپ چاپ
ایک مُدّت سے جل رہا ہوں مَیں
آگ ہے یہ ترِی لگائی ہوئی

ہر طرف جُھوٹ اور ریاکاری
دوستی میں منافقت کا رواج
سرزمینِ وفا ہوئی ہے بانجھ

---

چاند، تارے، شفق، دھنک، خوشبو
یا مہکتا ہوا گلاب کوئی
سب تمہارے ہی استعارے ہیں

جب سُنی میں نے ریل کی سیٹی
کتنی پُرسوز تھی صدا اس کی
یاد آئے بچھڑنے والے لوگ

---

جب اچانک وہ یاد آ جائے
اشک آنکھوں سے بہنے لگتے ہیں
کتنا حسّاس ہو گیا ہوں مَیں

جیسے جیسے قریب آئی عید
دِل کی تنہائی اور بڑھتی گئی
آنکھ دریا میں آ گیا سیلاب

---

رنگ لے کر تمہارے ہونٹوں کا
اور سانسوں کی خوشگوار مہک
ٹہنیوں پر گلاب کھلتے ہیں

یاد کے آسماں پہ پچھلی رات
کوئی چُھپ چُھپ کے رو رہا تھا یوں
جیسے اس سے بچھڑ گیا ہو کوئی

---

گئے لمحوں کی ٹہنیوں سے میں
تیری یادوں کے پھُول چُنتا رہا
اِس دفعہ میری عید یُوں گزری

تیری یادوں کے بند کمرے میں
کس قدر حبس ہے جدائی کا
مَر نہ جاؤں ترے بغیر کہیں

---

روز بستر پہ مَیں جب لیٹوں تو
میرے تکیے سے ہر اِک شب مجھ کو
تیرے بالوں کی مہک آتی ہے

جیسے چُوڑی ترِی کلائی کی
دِل کہ اس سے زیادہ نازک ہے
جانے کب ٹوٹ کر بکھر جائے

---

شام کے وقت ہم جہاں اکثر
اپنے دُکھ بانٹتے تھے ، آج وہاں
سانپ تنہائیوں کے پھرتے ہیں

اشک جتنے بہائے ہیں مَیں نے
پھول ہیں یہ تمہاری یادوں کے
آنکھ گلدان ہے جُدائی کا

---

کھو گئی اُس کے پیار کی دولت
پاس کچھ بھی نہیں رہا میرے
کوڑی کوڑی کا ہو گیا محتاج

شبِ فرقت کی ٹہنیوں پر دوست
تیری یادوں کے پھول کھِلتے ہیں
ایک بار آ کہ پھر بچھڑ جائیں

---

ایک لمحہ تری محبت کا
دُوسرا تھا تری جُدائی کا
تیسرے میں یہ عمر بیت گئی

جتنی یادیں تھیں اس کی میرے پاس
ایک اِک کر کے کھو گئی ہیں مگر
اس کے ہونٹوں کا لمس باقی ہے

---

گھر ہو میرا کہ ورکشاپ مِری
تو نہیں ہے تو میری تنہائی
کاٹ کھانے کو دوڑتی ہے مجھے

کھول کر اس کا خط پڑھا جو سرِوشؔ
کوئی رونے لگا مِرے اَندر
لفظ اشکوں سے دُھل گئے سارے

---

کتنی شدّت سے یاد آیا وہ
آنسوؤں کی جھڑی ہے آنکھوں میں
پہلی تاریخ ہے یہ ساون کی

اِس قدر خوش بھی نہ ہو کاٹ کے بازو میرے
یہ تو قلمیں ہیں کسی وقت بھی اُگ سکتی ہیں
اور کسی وقت بھی کِھل سکتے ہیں شاخوں پر پھول

---

شرم سے نظریں جھکائے ہاتھ میں چائے لیے
وہ دبے پاؤں مِرے کمرے میں جب داخل ہوئی
پھر اچانک میرا کمرہ خوشبوؤں سے بھر گیا

جب ہَوا چلے تو سروشؔ
اس کی یاد آتی ہے
رات بھر رُلاتی ہے

---

میرے البم میں اِک تری تصویر
جیسے گلدان میں گلاب کا پھول
دیکھ کر مجھ کو مسکرانے لگے

کھینچ لی اُس نے درمیاں جو لکیر
دیکھ کر مجھ کو ایسا لگتا ہے
جیسے دریا ہو کوئی شہر کے بیچ

خواہش یہ ہے کہ نام جبیں پر لکھوں ترا
ڈرتا بھی ہوں کہ کوئی تجھے دیکھ ہی نہ لے

# سیمڑی کے لیے

تجھے چُھو کر نہ گزرے لہر کوئی بھی سدا غم کی
تری پیاری سی آنکھوں میں کوئی آنسو نہ اب آئے

تو ایسے کھلکھلائے زندگی بھی مسکرا اُٹھے
وہ رستے پھول بن جائیں جہاں سے تو گزر جائے

تجھے دیوی بنا کر پاس رکھوں اِس طرح اپنے
نظر اُٹھے مری جس سمت مجھ کو تو نظر آئے

مری پلکیں ہمیشہ چومیں قدموں کے نشاں تیرے!
مرے دِل کی ہر اِک دھڑکن اے جاں تیرے ہی گن گائے

پکڑ کر ہاتھ اِک دُوجے کا ہم مٹی میں کھیلیں جاں
کبھی پھر دَور وہ بچپن کا واپس لوٹ کر آئے

کبھی مجھ کو خیال آئے اگر تیرے بچھڑنے کا
تو دِل کی سرزمیں بھونچال کی صورت لرز جائے

کبھی آ جائے اپنے بیچ گر لمحہ جدائی کا
تو بہتر ہے کہ اِس سے پہلے مجھ کو موت آ جائے

وفا کے نام پر اب اور رُسوائی نہیں لینا
کہ جس سے ہنستی بستی زندگی ناسور ہو جائے

بڑی مدت کی بے چینی کے بعد آج ایسے سویا ہوں
کہ جیسے کوئی بچہ تھک کے گہری نیند سو جائے

———

یہ زمانہ آ گیا پھر میرے تیرے درمیان
بن گئے پھر پاؤں کی زنجیر یہ رسموں کے پھول

پھول کی ہر پنکھڑی پر تیری ہی تصویر تھی
اس طرح مہکے تھے شاخوں پر تری یادوں کے پھول

اس نے پھولوں کی جگہ بارود بھیجا ہے مجھے
میں نے اپنے خط میں بھیجے تھے جسے لفظوں کے پھول

سوچ کو مفلوج کر دیتی ہے دولت کی ہوس
بانجھ دھرتی پر کبھی اُگتے نہیں سوچوں کے پھول

کھول کر بیٹھا ہوں میں ماضی کی البم کو سروشؔ
مسکراتے ہیں جہاں پہ اَن گنت چہروں کے پھول

---

دُکھ مالا میں اشک پرونے لگتا ہوں
ذرا ذرا سی بات پہ رونے لگتا ہوں

گھر سے نکلتا ہوں میں لے کر اپنا آپ
باہر تیرے جیسا ہونے لگتا ہوں

رات کے پچھلے پہر سروشؔ ان آنکھوں میں
کیوں اس کی تصویر سمونے لگتا ہے

سپنوں کی طرح ہیں مرے خوابوں کی طرح ہیں
اِس دیس کے انسان گلابوں کی طرح ہیں

وہ مستی ہے اِن میں کہ بہک جاتا ہے انسان
وہ نیلی سی آنکھیں تو شرابوں کی طرح ہیں

ہر شخص لیے پھرتا ہے اِک اپنی کہانی
افسانوی چہرے یہ کتابوں کی طرح ہیں

جو اُس کی جدائی میں کٹے ہیں مرے لمحات
اِک عہد محبت کے عذابوں کی طرح ہیں

زمانے میں سروشؔ اپنی یہی پہچان رکھیں گے
ہم امریکہ میں رہ کر دِل کو پاکستان رکھیں گے

تجھے دِل میں بٹھائیں گے کبھی لکھیں گے آنکھوں پر
خیالِ یار تجھ کو اس طرح مہمان رکھیں گے

تری آنکھوں کو دے کر روشنی اپنی نگاہوں کی
ترے بلور سے پیکر میں اپنی جان رکھیں گے

تجھے مشکل بنائیں گے ہم اپنے واسطے لیکن
تمہارے واسطے خود کو بہت آسان رکھیں گے

اگرچہ جانے والے لوٹ کر آتے نہیں جاناں
تجھے اِک بار پھر ملنے کا ہم اِمکان رکھیں گے

---

میں جو ترے گھر اُس دِن پہلی بار آیا تھا
لینا دینا کیا تھا جیون ہار آیا تھا

بھول آیا تھا ہاتھ بھی تیرے دروازے پر
آنکھیں بھی تیرے چہرے پر وار آیا تھا

سانسیں کہاں بھول آیا تھا کچھ یاد نہیں ہے
اِتنا یاد ہے تجھ پر بے حد پیار آیا تھا

تم بھی اس دِن کیا آئے تھے دروازے پر
ہوا کا جھونکا ساتھ لیے مہکار آیا تھا

کوٹھی ، کار ، زمینیں ، دُنیا اور دولت بھی
تیری خاطر سب کو ٹھوکر مار آیا تھا

---

سروشؔ جن دِنوں ہم اِس کے ساتھ ہوتے تھے
ہوا کی آنکھوں میں خوشبو کے دِیپ جلتے تھے

جو تیرے ساتھ گزارے وہ دِن بھی کیسے تھے
زمیں پہ رہتے ہوئے آسماں پہ اُڑتے ہوئے

ہم اُنگلی تھام کے چلتے تھے جب بھی خوشبو کی
یہ پھول اور ستارے بھی رشک کرتے تھے

کبھی کبھار ترے ساتھ باتوں میں
ہم اتنا ہنستے کہ رونا بھی بھول جاتے تھے

ہمارا کوئی بھی دُشمن نہ تھا زمانے میں
ہر ایک شخص سے ہم مسکرا کے ملتے تھے

مِرے خلوص کے بدلے مری وفا کے عوض
سروشؔ اس نے اُداسی کے پھول بھیجے تھے

---

دِل سے یہ بوجھ ہٹانے کی مجھے ہمت دے
اے خدا اس کو بھلانے کی مجھے ہمت دے

ٹوٹ جائیں جسے گانے سے مرے دِل کے تار
وہی اِک گیت سنانے کی مجھے ہمت دے

جو بنا رکھا ہے معیارِ وفا دُنیا نے
اَب اُسی سطح پہ آنے کی مجھے ہمت دے

شام ڈھلتی ہے تو سورج سے الگ ہو کے شفق
تیرے گالوں ترے رخساروں پہ آ جاتی ہے

وہ دِین عشق کا پہلا نبی ہے
اور اس کے ہاتھ پہ بیعت میں کر لوں

تمہارا نام ہے متبرک آخر
اِسے چوموں اور آنکھوں سے لگا لوں

بھری رہتی تھی اِک گرمی بدن میں
اور اب میں برف ہوتا جا رہا ہوں

یہاں تو سازشیں ہی سازشیں ہیں
یہ میں کس سرزمیں میں آ گیا ہوں

مسافت جوں کی تُوں باقی ہے ساری
ادھر میں چلتے چلتے تھک گیا ہوں

---

کیا بھروسہ ہے زندگانی کا
آدمی بلبلہ ہے پانی کا

اُن دِنوں ہم ہَوا میں اُڑتے تھے
نشہ ہوتا تھا کیا جوانی کا

کوئی صورت اُسے بھلانے کی
کوئی انجام اس کہانی کا

اب نہ اُس کے لیے کہو غزلیں
فائدہ کیا قصیدہ خوانی کا

جو خزاں تھی گزر گئی آخر
موسم آیا بہار کا اپنا

اپنی لذت ہے اِک جدائی کی
ہے مزہ انتظار کا اپنا

آئی خوشبو تمہاری یادوں کی
اور کمرہ مہک اُٹھا اپنا

ایک یاروں کی انجمن تھی سروشؔ
اُن میں اِک وہ بھی یار تھا اپنا

ہوا میں کھلنے لگا رنگ آشنائی کا
مَیں کسی سے ذِکر کروں تیری بے وفائی کا

ابھی نہیں کوئی صورت تجھے بھلانے کی
ابھی نہیں کوئی رستہ مِری رہائی کا

مَیں روز سوچتا رہتا ہوں تیرے بارے میں
ابھی یقیں نہیں آتا تِری جدائی کا

جس طرح شب کے اندھیرے میں ہے جگنو برحق
بیدؔل ایسے ترے لہجے کا ہے جادُو برحق

تیرے اشعار گلابوں کی طرح ہیں جن سے
صبح کے وقت اُڑتی ہوئی خوشبو برحق

ہے مقام ایسا ترا جس کی نہیں کوئی مثال
آج دُنیائے اَدب میں ہے فقط تُو برحق

(اپنے اُستادِ محترم ڈاکٹر بیدل حیدری کے لیے)

رہا ایسے وہ رات بھر نزدیک
پھول خوشبو کے جس قدر نزدیک

جس قدر مجھ سے دُور ہے وہ شخص
اس کی یادیں ہیں اس قدر نزدیک

رات بھر روشنی تھی آنکھوں میں
اس کی آنکھیں تھیں رات بھر نزدیک

پھر تو کچھ بھی دِکھائی دیتا نہیں
اس کی آنکھیں نہ ہوں اگر نزدیک

دُکھ سکھ آپس میں بانٹ لیتے تھے
بیٹھ کر دونوں لمحہ بھر نزدیک

---

اے دِل تری وَنجلی کی صدا کون سنے گا
تُو ڈھونڈے ہے جس کو وہ یہاں ہیر نہیں ہے

یوں شام و سحر کھاؤ نہ معجونِ محبت
دِل کو یہ دوا اتنی بھی اکسیر نہیں ہے

دولت کو کبھی وجہِ فضیلت نہ سمجھنا
دولت تو کبھی باعثِ توقیر نہیں ہے

جب وہ رُوئے جمال آ جائے
روشنی کو زوال آ جائے

کچھ غلط فہمیاں محبت کی
جیسے شیشے میں بال آ جائے

ذِکر ہو جس جگہ بھی خوشبو کا
وہاں اس کی مثال آ جائے

جس کے دِل میں ہو گھر سروشؔ اس کا
درد کی کیا مجال آ جائے

یا مرے رِستے ہوئے زخموں کو اچھا کر دے
یا پھر ان زخموں کو پہلے سے زیادہ کر دے

رُوح کا بوجھ اُٹھانا نہیں ممکن اب تو
اے خدا اب مجھے کاغذ سے بھی ہلکا کر دے

اس سے رکھنا ہے اگر دُور تو پھر میرے خدا
اس سے بہتر ہے مجھے آنکھوں سے اندھا کر دے

میں اگر پانی ہوں تو آگ کی مانند ہے وہ
تجھ سے ممکن ہے تو اِن دونوں کو یکجا کر دے

اس کی راہوں میں بکھر جاؤں گلابوں کی طرح
اے خدا تو مرے اس خواب کو سچا کر دے

---

موم بن کر نہ پگھل جاؤں کہیں رستے میں
اپنے سورج کا تو سر پر مِرے سایا کر دے

تجھ سے کب میں نے یہ زخموں کی قبا مانگی تھی
میں نے کب تجھ سے کہا تھا مجھے ایسا کر دے

میرا غم خوار ہے مونس ہے مِرا دوست ہے تو
مجھ کو دُنیا کی نگاہوں میں تو رُسوا کر دے

تیرا ہر زخم مجھے لگتا ہے پھولوں کی طرح
ان ہی پھولوں سے مزیّن مِرا چہرہ کر دے

جہاں تک جاتے ہوئے سانس بکھر جائے مری
اس قدر دُور نگاہوں سے کنارا کر دے

چھوڑ دے مجھ کو مِرے حال پہ اے جانِ سروشؔ
اس زمانے میں تو پھر سے مجھے تنہا کر دے

---

مرے دِن اور میری رات کوتحویل میں لے لے
تو ان بکھرے ہوئے لمحات کوتحویل میں لے لے

بکھر کر خاک ہوتا جا رہا ہوں لمحہ لمحہ میں
مری بکھری ہوئی اس ذات کوتحویل میں لے لے

مرے جذبات واحساسات ہیں پھولوں کی مانند اَب
تو اِن جذبات و احساسات کوتحویل میں لے لے

تنہا تنہا رہتا تھا
وہ بھی میرے جیسا تھا

دوست مِرا وہ پکّا تھا
وہ بھی سروشؔ اِک معجزہ تھا

میں شیشے کا ایک فریم
وہ مِرے فوٹو جیسا تھا

صندل جیسی سانسیں تھیں
پھولوں جیسا چہرہ تھا

کچھ تو رکھ لے انا شکیل سروش
اس کے پیچھے نہ جا شکیل سروش

مت لبوں پر لگا تو مہرِ سکوت
بات کوئی سنا شکیل سروش

کیسے جذبات مر گئے تیرے
کیوں یہ دِل بجھ گیا شکیل سروش

ہر کسی پر نہ تو بھروسا کر
لوگ ہیں بے وفا شکیل سروش

خود کو بے آسرا نہ سمجھا کر
ساتھ ہے جب خدا ، شکیل سروش

کون تجھ کو منانے آئے گا
رُوٹھ کر یوں نہ جا شکیل سروش

تیرے بچوں کو کون پالے گا
تو اگر مر گیا شکیل سروش

کس طرح روشنی کو موت آئی
کس طرح مر گیا شکیل سروش

یوں تو دُنیا بھری تھی لوگوں سے
ایک اُن میں نہ تھا شکیل سروش

ہیں پریشان اور اُداس اُداس
چاند ، تارے ، ہَوا شکیل سروش

اس دفعہ اور ہی انداز سے آئی ہے بہار
شاخ پر پھول کِھلے ہیں ترے ہونٹوں کی طرح

خواب رنگوں کبھی خوشبو کی طرح ہوتے تھے
تیرے ہونٹوں، تری آنکھوں، تری سانسوں کی طرح

شبِ تنہائی میں جلنا ہے مقدر اُن کا
آسماں پر ہیں ستارے مِری آنکھوں کی طرح

ہم نے سینچا ہے سروشؔ اپنے لہو سے اِن کو
پھول آنگن میں کِھلے ہیں مِرے بچوں کی طرح

# آخرکار

آخرکار ایوانِ نفرت کانپ اُٹھے
بالآخر دیوارِ برلن ٹوٹ گئی

مَیں سانسوں کا قرض اُٹھائے پھرتا تھا
آخرکار اس بوجھ سے گردن ٹوٹ گئی

---

# تم جو بچھڑے ہو

تم جو بچھڑے ہو تو محسوس ہوا ہے ایسے
جسم کا حصہ کوئی جیسے جدا ہو جائے

جیسے چِھن جائے مری آنکھوں سے بینائی مری
جیسے دُنیا مِرے اندر کی فنا ہو جائے

تم جو بچھڑے ہو تو محسوس ہوا ہے ایسے

---

# عید

رات جو مجھ پر غزل کی صورت اُتری عید
میں نے نام اُس عید کا رکھا شعری عید

جن بچوں کے سَر پر کسی کا ہاتھ نہیں
اُن بچوں کی کیسی خوشیاں کیسی عید

———

# عید

عید بادِ صبا کی خوشبو ہے
عید ٹھنڈی ہَوا کا جھونکا ہے
تیری ہر شب شبِ برات ایسی
تیرا ہر روز عید جیسا ہے
عید ہے پھول تیرے ہونٹوں کا
عید جُھومر تری جبیں کا ہے
عید تیرے وصال کا موسم
عید تیرا ہی استعارہ ہے
عید ہے روشنی کی پہلی کرن
عید جگنو ہے چاند تارہ ہے

عید مہندی ہے تیرے ہاتھوں کی
عید بالوں میں تیرے گجرا ہے
عید پازیب تیرے پیروں کی
عید آنکھوں میں تیرے کجلا ہے
عید ہے رنگ تیرے آنچل کا
عید اُس آنچل کا لہلہانا ہے
عید چُوڑی تری کلائی کی
عید کانوں میں تیرے جُھمکا ہے
عید تنہائیوں کی ٹہنی پر
تیری یادوں کے پھول کِھلنا ہے
عید اِک کہکشاں ہے اشکوں کی
عید اِک آنسوؤں کا جھرنا ہے
عید تیری جدائی کا تہوار
عید تنہائیوں کا میلہ ہے
عید کے روز تیری یاد میں دِل
خشک لکڑی کی طرح جلتا ہے
عید کے چاند کی طرح وہ سروشؔ
یاد کے آسماں پہ رہتا ہے

# زندگی

نامکمل آشیاں ہے زندگی
ایک بکھری داستاں ہے زندگی

مَیں نے کتنی ہی صدائیں دیں تجھے
کچھ بتا اَب تو کہاں ہے زندگی

# نئے سال کی پہلی دُعا

مسکراہٹ رہے لبوں پہ سدا
آنکھ کی مشعلیں رہیں روشن

زندگی تیری خوب صورت ہو
اور تو ہر شخص کی ضرورت ہو

خوشبو، گلاب، چاند، ہوا، آنکھیں، شام، خواب
کاغذ پہ لکھ کے بھیج دیے تیرے نام خواب

آنکھیں بھی رات آنسوؤں کے ساتھ بہہ گئیں
مٹی میں مِل کے رہ گئے میرے تمام خواب

رات آنسو جو مرے دِیدۂ تر سے نکلا
ایک قیدی تھا جو خوشبو کے سفر سے نکلا

بڑی مشکل سے اُتارا تری یادوں کا غلاف
بڑی مشکل سے یہ دِل تیرے اَثر سے نکلا

شاید مرے خلوص کی پہچان کر سکے
یا رب تو اس کی آنکھ سے پٹی اُتار دے

یا ایک بار آ تجھے جی بھر کے دیکھ لوں
یا پھر مری نگاہوں میں برچھی اُتار دے

تو نہیں ہوتا تو تیری تصویر کو میں
سامنے رکھ کر باتیں کرتا رہتا ہوں

دِل کی بستی روز اُجڑ جاتی ہے سروشؔ
روز نیا اِک شہر بساتا رہتا ہوں

یہ حصولِ زر کی خواہش ایک لعنت کی طرح
آخر اِک دِن تجھ کو اپنوں سے جدا کر جائے گی

زندگی اِک بدچلن آوارہ لڑکی ہے سروشؔ
دیکھ لینا ایک دِن یہ بھی تجھے ٹھکرائے گی

عجلت سے لے نہ کام یہ رختِ سفر نہ باندھ
اُڑنا ہے گر تو جسم سے کاغذ کے پَر نہ باندھ

اے دوست کٹ ہی جائے گا یہ رات کا سفر
جگنو کو اپنی آنکھ کی دہلیز پر نہ باندھ

دِن کا سکون رات کی نیندیں بکھر گئیں
آنکھوں میں جاگتی ہوئی شمعیں بکھر گئیں

کھلتے تھے جن پہ روز تمہاری ہنسی کے پھول
اِس بار یہ ہوا کہ وہ شاخیں بکھر گئیں

گر نہ جائے کٹ کے ٹہنی سانس کی
مَر نہ جائیں ہم کہیں تیرے بغیر

کس قدر بے رنگ اور بے کیف ہیں
آسماں اور یہ زمیں تیرے بغیر

خوشبو ، گلاب ، چاند ، ہَوا اور شفق رنگ
سب مِل کے تیری ذات میں تجسیم ہو گئے

خواہش تھی خود میں جمع کریں گے ہم آپ کو
پھر یوں ہوا کہ آپ پہ تقسیم ہو گئے

جب ذِکر خوشبوؤں کے تقدس کا چِھڑ گیا
میں نے تری مثال وہاں حسبِ حال دی

درپیش ایک جنگ اَنا کی تھی اس لیے
دِل سے ترے حصول کی خواہش نکال دی

# رُباعی

مخمور گلابوں سی جوانی لے کر
میرے لیے اِک شام سُہانی لے کر

سینے کی تنی کٹوریوں میں اپنے
آئی تھی وہ انگور کا پانی لے کر

# متفرق اشعار

پیار کا رِشتہ سچا لیکن اس میں بناوٹ کرتے ہیں
لوگ سروشؔ اِس سونے میں تانبے کی ملاوٹ کرتے ہیں

OOO

ٹوٹتے ہیں کتنے ہاتھوں سے نہ جانے کتنے دِل
یہ خبر چھپتی نہیں لیکن کسی اخبار میں

OOO

اے دوست لگ نہ جائے مِری ہی نظر تجھے
تو اس طرح یوں پیار سے دیکھا نہ کر مجھے

OOO

اب سروشؔ آتی کہاں سے خوشبوئے رسمِ وفا
ہم نے اپنا دِل لگایا کاغذی پھول کے ساتھ

اپنی آنکھوں میں چھپائے ہوئے پھرتا ہوں جسے
کیا خبر تھی کہ وہ مٹی میں مِلا دے گا مجھے

ooo

چہرے رہتے ہیں وہی نظریں بدل جاتی ہیں
جیسے تاریخ بدل جاتی ہے کیلنڈر پر

ooo

وہ جو مٹی میں لے ہوتے ہیں مٹی کی طرح
اُن میں کچھ لوگ ستاروں کی طرح ہوتے ہیں

ooo

کسی کی یاد میں پلکیں بھگوئے ساری رات
ستارے سسکیاں لے لے کے روئے ساری رات

چاند تھا میں اور میرے منہ پہ مٹی ڈال کر
لوگ سب چڑھتے ہوئے سورج کی جانب ہو گئے

○○○

ہم بھی کیا لوگ ہیں تھوڑی سی خوشامد کے لیے
اپنی آنکھیں ترے رستے میں بچھا دیتے ہیں

○○○

قہقہوں کے ساتھ بھولی بھالی باتوں کے سوا
گھر میں اب کچھ بھی نہیں ہے تیری یادوں کے سوا

○○○

دَر و دیوار سے مِل کر تیری باتیں کریں گے
کہ تیرے بعد یوں تجھ سے ملاقاتیں کریں گے

مہکتے ، گنگناتے موسموں کی دید جیسے ہیں
تمہارے ساتھ جو بیتے وہ لمحے عید جیسے ہیں

ooo

سامری پل بھر میں تُو نے کیسا جادو کر دیا
بس ذرا سا چھو لیا اور مجھ کو خوشبو کر دیا

ooo

درد کی شدت سے پھٹ جاتا ہے دِل کیسے سروشؔ
ہاں ذرا میری جگہ تم خود کو رکھ کر سوچنا

ooo

عمر بھر کے واسطے مجھ سے جدا ہو جائے گا
وہ بھی میرے ساتھ یوں بے دست و پا ہو جائے گا

ہر خوشی تیرے توسط سے مِلی ہے مجھ کو
تیرے ہاتھوں کی لکیروں میں ہے قسمت میری

○○○

زمیں پہ گرنے سے پہلے تمہارے اشکوں کو
میں اپنے دامنِ دِل میں سمونا چاہتا ہوں

○○○

کچھ بھی کہوں زباں سے نکلتا ہے اُس کا نام
اس طرح چھا گیا ہے وہ میرے حواس پر

○○○

دِل تڑپ اُٹھتا ہے پھولوں کے اُجڑ جانے پر
مجھ سے روتے ہوئے بچے نہیں دیکھے جاتے

کی ہے تسبیح ترے نام کی میں نے اے دوست
درحقیقت ہے ترا پیار عبادت میری

○○○

کبھی مہکے ہوئے پھولوں، کبھی روشن ستاروں سے
تجھے تو میں نے پہچانا ہے تیرے استعاروں سے

○○○

وہ بدنصیب ہوں میں جس نے بے بسی سے سروشؔ
خود اپنے آپ کو دیکھا ہے قتل ہوتے ہوئے

○○○

تاروں سے رات تیرا پتہ پوچھتے ہوئے
میں خود بھی کھو گیا تھا تجھے ڈھونڈتے ہوئے

آنکھوں کے سامنے سے وہ منظر گزر گیا
تیرے بغیر سارا ستمبر گزر گیا

ooo

اتنا مانوس ہوا ہوں میں تری خوشبو سے
کہیں مہکے جو کوئی پھول تو چونک اُٹھتا ہوں

ooo

زندگی کی اِن کٹھن راہوں میں دورانِ سفر
لوگ کتنے ہی ملیں گے ہاں مگر تیرے سِوا

ooo

تارے مری نگاہ کے مٹی میں گر پڑے
اِک شخص چاند رات کو جب یاد آ گیا

کون ہے جس نے اُتارا ہے تجھے شیشے میں
میری اور تیری جدائی کا سبب کون بنا

○○○

کوئی بنتا ہے کب کسی کا سروشؔ
ہر کسی کو نہ اپنا سمجھا کر

○○○

سمجھنے لگ گئے شاید مری مجبوریوں کو وہ
مرے بچے جو مجھ سے کوئی فرمائش نہیں کرتے

○○○

تو نے مرا دِل توڑ کے جس سونے چاندی سے پیار کیا
اُسی نے تجھ کو سارے زمانے کی نظروں میں خوار کیا

اُدھر تم جس کی آنکھوں کو بجُھانے پر تُلے ہو آج
اِدھر وہ شخص تیرے نام کی شمعیں جلاتا ہے

○○○

سروشؔ اِک پھول کی خوشبو ہے سب پھولوں سے اچھی
سروشؔ اِک شخص ہے مجھ کو زمانے بھر سے پیارا

○○○

اک دِن انجانے میں چُوم لیا تھا تیرے ہونٹوں کو
اب تک میری سانسوں سے مہکار آتی ہے گلابوں کی

○○○

ترے فراق کی گھڑیاں بڑی طویل ہوئیں
ترے وصال کے لمحے تھے مختصر کتنے

○○○

حُسن ہے ایک عارضی نعمت
آج ہے اور کل نہیں ہو گا